

سے مروی یہ حدیث ہے جس کی تشریح چاہی گئی ہے۔ اس مضمون کی متعدد احادیث امام مسلم نے روایت کی ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: قیامت کب آئے گی؟ اس مجلس میں انصار کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس بچے کے بوڑھا ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی“ (۲۹۵۳)۔ دوسری روایت میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچہ از دشنوءہ قبیلے (یمین) سے تعلق رکھتا تھا اور میرا ہم عمر تھا۔ (اس وقت حضرت انسؓ کی عمر ۱۶، ۱۷، ۱۸ سال تھی) (۲۹۵۳)۔ ایک اور روایت میں اس بچے کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا غلام بتایا گیا ہے (۲۹۵۳)۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں قاضی عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ تمام روایات پہلی روایت کے معنی میں ہیں۔ اس میں ساعة (قیامت) سے مراد موت ہے۔ (شرح مسلم للنووی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۵ء، ج ۹، ص ۱۸، ص ۷۱) ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: ”(قیامت) صغریٰ سے مراد انسان کی موت ہے۔ گویا ہر انسان کی قیامت اس کی موت سے شروع ہو جاتی ہے (فتح الباری بشرح صحیح البخاری)۔ انھوں نے شارح بخاری کرمانی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حکیمانہ اسلوب پر دلالت کرتا ہے، یعنی قیامت کبریٰ کب آئے گی؟ یہ سوال نہ کرو، اس لیے کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، بلکہ یہ جاننے کی کوشش کرو کہ تمہارا زمانہ کب ختم ہو جائے گا۔ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ نیک اعمال کر لو، اس سے پہلے کہ تمہارے لیے اس کی مہلت ختم ہو جائے، کیوں کہ کسی شخص کو نہیں معلوم کہ کون دوسروں سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ (ذاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)

بدلے کی شادی

س : میرا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ میں نے لڑکی کا نکاح اپنے ایک دوست کے لڑکے سے کرنے کا ارادہ کیا۔ پہلے تو انھوں نے آمادگی ظاہر نہیں کی، لیکن پھر اس شرط پر تیار ہو گئے کہ ان کی لڑکی کا نکاح میں اپنے لڑکے سے کر دوں۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے بعض دوستوں سے مشورہ کیا تو ایک صاحب نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایسی شادیوں سے منع فرمایا ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسی شادی اسلامی شریعت کی زور سے جائز نہیں ہے؟

ج: عہد جاہلیت میں نکاح کا ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ آدمی دوسرے سے کہتا تھا: تم اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح مجھ سے کر دو، میں اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح تم سے کر دوں گا اور دونوں کا مہر معاف ہو جائے گا۔ اسے نکاح شغار کہا جاتا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے اس طریقہ نکاح سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے“۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اسلام میں شغار جائز نہیں ہے“۔ بعض روایات میں شغار کا مطلب بھی بتایا گیا ہے: ”شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی سے دوسرے آدمی کا نکاح (اس شرط پر) کر دے کہ دوسرا اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دے اور ان میں سے کسی کے ذمے اپنی بیوی کا مہر نہ ہو“۔

یہ حدیث بخاری (۵۱۱۲، ۶۹۶۰) مسلم (۱۳۱۵) کے علاوہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، بیہقی اور دیگر کتب حدیث میں مروی ہے۔ محدثین کے نزدیک شغار کی یہ تشریح حضرت ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام نافع نے کی ہے۔ علامہ شوکانی نے نکاح شغار کی دو حالتیں قرار دی ہیں: ایک یہ کہ اس میں ہر لڑکی کو حق مہر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ اس میں ہر نکاح دوسرے نکاح سے مشروط اور اس پر موقوف ہوتا ہے۔ (نیل الاوطار)

اگر اس طریقہ نکاح میں دونوں لڑکیوں کا مہر تو مقرر کیا گیا ہو، لیکن دونوں نکاح ایک دوسرے سے مشروط اور معلق ہوں تو بھی وہ ناجائز ہوں گے۔ روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بیٹے عباس نے عبدالرحمن بن الحکم کی لڑکی سے اور عبدالرحمن نے عباس بن عبداللہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور دونوں لڑکیوں کا مہر بھی مقرر کیا گیا، لیکن حضرت معاویہؓ کو اس نکاح کی خبر پہنچی تو انھوں نے مدینہ کے گورنر حضرت مروانؓ کو لکھا کہ اس نکاح کو فسخ کر دیا جائے، اس لیے کہ یہ وہی نکاح شغار ہے، جس سے اللہ کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد: ۲۰۷۵)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے نکاح شغار کی تین صورتیں بتائی ہیں اور تینوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ایک یہ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو اس شرط پر اپنی لڑکی دے کہ وہ اس کو بدلے میں

اپنی لڑکی دے گا اور ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کا مہر قرار پائے۔ دوسرے یہ کہ شرط تو وہی ادا لے بدلے کی ہو، مگر دونوں کے برابر مہر (مثلاً ۵۰، ۵۰ ہزار روپیہ) مقرر کیے جائیں اور محض فرضی طور پر فریقین میں ان مساوی رقموں کا تبادلہ کیا جائے اور دونوں لڑکیوں کو عملاً ایک پیسہ بھی نہ ملے۔ تیسرے یہ کہ ادا لے بدلے کا معاملہ فریقین میں صرف زبانی طور پر ہی طے نہ ہو، بلکہ ایک لڑکی کے نکاح میں دوسری لڑکی کا نکاح شرط کے طور پر شامل ہو۔ (رسائل و مسائل، دوم، ص ۲۰۲)

بدلے کی شادیوں میں عموماً تلخی اور ناخوش گواری کا اندیشہ رہتا ہے اور دونوں خاندانوں پر خانہ بر بادی کی تلوار ہمیشہ لگتی رہتی ہے۔ اگر ایک خاندان میں شوہر نے جایا بے جایوی کی پٹائی کر دی یا دونوں کے درمیان تعلق میں خوش گواری باقی نہیں رہی یا اس نے طلاق دے دی تو دوسرے خاندان میں لڑکے پر اس کے والدین یا دوسرے رشتے دار دباؤ ڈالیں گے کہ وہ بھی لازماً وہی طرز عمل اپنی بیوی کے ساتھ اختیار کرے۔ تاہم، اگر دونوں رشتوں کی مستقل حیثیت ہو، دونوں لڑکیوں کا مہر طے کیا جائے اور ان کو ادا کیا جائے اور ایک رشتہ کسی بھی حیثیت میں دوسرے رشتے کو متاثر کرنے والا نہ ہو تو ایسے رشتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)

امانت میں خیانت

س: ایک صاحب نے مجھے ۵۰ ہزار روپے یہ کہہ کر دیے کہ اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دوں۔ ہوا یہ کہ مجھے کچھ روپیوں کی بہت سخت ضرورت پیش آگئی۔ چنانچہ میں نے اس میں سے ۲۰ ہزار روپے استعمال کر لیے اور سوچا کہ جب میرے پاس پیسوں کا انتظام ہو جائے گا تو اس رقم کو بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دوں گا۔ ذاتی استعمال کے لیے میں نے ان صاحب سے اجازت حاصل نہیں کی، بلکہ ان کو بتائے بغیر بطور قرض اسے استعمال کر لیا۔ کیا میرے لیے ایسا کرنے کی گنجائش تھی یا میں نے غلط کیا؟

ج: آدمی اپنا مال ضرورت مندوں میں خود بھی تقسیم کر سکتا ہے اور کسی دوسرے کو بھی یہ ذمہ داری دے سکتا ہے۔ جو شخص یہ ذمہ داری قبول کر لے اسے پوری امانت و دیانت کے ساتھ اسے انجام دینا چاہیے۔ جس شخص کو مذکورہ مال تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے، اس کے پاس